Al-Kashaf: Research Journal for Social Sciences (Miscellaneous)
Volume: 03, No: 03. October – December 2023
ISSN: 2790-8798; E-ISSN: 2790-8801

نباتات اور جنگلی حیات کا تحفظ: اسلامی تعلیمات اور پاکستانی قوانین کا مطالعہ

Protection of Plants and Forest Life: A Study of Islamic Teachings and Pakistani Laws

Dr. Ghulam Dastgir Shaheen[*], *Muhammad Nadir*[**]

[*] *Chief Research Officer (CEO), Department of Research, Council of Islamic Ideology (CII), Islamabad, Pakistan*

[**] *PhD Research Scholar, International Institute of Islamic Thought and Civilization (ISTAC), International Islamic University Malaysia (IIUM)*

KEYWORDS

Terrestrial
Spiritual
Environment
Protection,
Responsibility
Materiality

ABSTRACT

The protection of plants and forest life is a critical aspect that is deeply rooted in Islamic teachings and enshrined within Pakistani laws. Through a spiritual lens, the terrestrial environment is viewed as a divine creation, where any attempt to disrupt its delicate balance is considered a transgression against the divine order. Neglecting this connection between Allah and the environment can lead to misguided perceptions of the separation between spirituality and materiality, resulting in the misuse of natural resources and environmental harm. The Quranic injunction to avoid causing mischief on Earth emphasizes the imperative to preserve the environment and condemns those who engage in disruptive activities. Islamic teachings explicitly mandate every Muslim to protect the flora and fauna, as highlighted in both the Quran and Hadith. A comprehensive understanding of these religious teachings is crucial for fostering an ethical and conscientious approach to environmental conservation. This study explores the intersection of Islamic principles and Pakistani laws in safeguarding plants and forest life, emphasizing the importance of religious teachings in promoting environmental stewardship.

تعارف

اس کرۂ ارض پر پا سکے کسی ایک علاقہ میں مختلف اقسام کے جانداروں انسان، حیوان۔ پرندے، کیڑے مکوڑے یا پھر چھوٹے یا بڑے نباتات کی موجودگی کو حیاتیاتی تنوع کا نام دیا جاتا ہے۔ اور جسے انگریزی میں Biological Diversity یا مختصر طور پر Bio Diversity کہا جاتا ہے۔ پچھلی پانچ دہائیوں سے ساری دنیا کے باشعور اور باخبر لوگوں میں عموماً اور حکومتوں میں خصوصاً یہ احساس جاگا ہے، کہ قدرت کی بنائی اس تنوع میں تبدیلی یا کمی انسانی زندگی کے لئے بڑی مشکلات پیدا کر سکتی ہے۔ کچھ سائنسدانوں کا تو یہ بھی نظریہ ہے کہ موجودہ دور میں اس دنیا کو سب سے بڑا خطرہ جنگلات کے ختم ہونے اور پرندوں وچرندوں کے کم ہونے میں ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں قدرتی آفات سیلاب، آندھی، طوفان کا آنا لازمی ہے اور پھر انسانوں میں مہلک بیماریوں کا اضافہ یقینی ہے۔

*Corresponding Author: Muhammad Nadir
Email Address:muhammadnadir.edu.pk@gmail.com

بیسویں صدی کی حیرت انگیز سائنسی ترقی اور تجارتی ترقی نے جہاں ایک طرف سائنسی زندگی کے مختلف زمروں میں سہولتیں اور آسانیاں مہیا کرتی ہے۔ وہاں دوسری طرف بعض خطرناک مسائل بھی پیدا کردئے ہیں جن سے نمٹنا روز بروز مشکل ہوتا جارہا ہے۔ صنعتی انقلاب (Industrial Revolution) سے پیدا ہونے والے مسائل اتنے پیچیدہ ہیں اور ان کے حل اتنے مشکل ہیں کہ پوری دنیا کی سرکاریں پریشانی میں پڑ گئی ہیں۔ ساری دنیا میں دانشوران مشکل میں پڑ گئے ہیں، اور عوام میں بہت بے چینی پیدا ہو چکی ہے۔ ان مشکلات میں سب سے بڑی مشکل اور کسی حد تک خطرناک بھی، ماحولیات کے توازن کا بگڑنا ہے۔ وہ توازن جو لاکھوں سال سے جاندار اور بے جان کے بیچ میں موجود رہا ہے۔ وہ توازن جو انسان اور جانوروں کے اور پودوں کے بیچ رہا ہے اور جس میں پودوں کا اہم رول شامل ہے۔ انسان، جنگل، پہاڑ ان پر جمے گلیشیر، ندیاں، میدان، سمندر اور ان کو گھیرے میں لئے ہوئے ماحول، یہ سب کے سب ایک خاص انداز اور تعداد میں ایک دوسرے کیلئے ضروری ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا کمزور پڑنا یا کم ہو جانا دوسرے کیلئے مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ اس تنوع کو بگاڑنا انسانیت کو نقصان پہنچانے کے مترادف ہے۔ یہ عمل مختلف امراض کو جنم دے سکتا ہے۔ اسی تناظر میں دیکھیں گے کہ ہمیں قرآن کریم اور احادیث نبویہ نے نباتات، حیوانات (پودوں، درختوں، اور پرندوں) کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے کیا احکام ارشاد فرمائے ہیں۔

نبات وحیوانات کا تحفظ قرآنی نقطہ نظر

قرآن مجید میں درختوں اور نباتات کے نظام کو اللہ نے اپنی رحمت قرار دیا ہے، چنانچہ ایک جگہ آسمان سے برسائے جانے والا پانی اور اس کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَّكُم مِّنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ. يُنبِتُ لَكُم بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالأَعْنَابَ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِیْ ذَٰلِکَ لآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُوْنَ"(النحل:۱۱-۱۰)

وہی خدا ہے جو تمہارے فائدہ کے لئے آسمان سے پانی برساتا ہے جسے تم پیتے بھی ہو اور اس سے اگے ہوئے درختوں کو تم اپنے جانوروں کو چراتے ہو، اس سے وہ تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور اور انگور اور ہر قسم کے پھل اگاتا ہے، بیشک ان لوگوں کیلئے تو اس میں نشانی ہے جو غور وفکر کرتے ہیں۔

تفسیر الکبیر:

اعلم أن الإنسان خلق محتاجا إلى الغذاء ، والغذاء إما أن يكون من الحيوان أو من النبات . والغذاء الحيواني أشرف من الغذاء النباتي ; لأن تولد أعضاء الإنسان عند أكل أعضاء الحيوان أسهل من تولدها عند أكل النبات ; لأن المشابهة هناك أكمل وأتم والغذاء الحيواني إنما يحصل من إسامة الحيوانات والسعي في تنميتها بواسطة الرعي ، وهذا هو الذي ذكره الله تعالى في الإسامة ، وأما الغذاء النباتي فقسمان : حبوب ، وفواكه ، أما الحبوب فإليها الإشارة بلفظ الزرع وأما الفواكه فأشرفها الزيتون ، والنخيل ، والأعناب ، أما الزيتون فلأنه فاكهة من وجه وإدام من وجه آخر لكثرة ما فيه من الدهن ومنافع الأدهان كثيرة في الأكل والطلي واشتعال السرج ، وأما امتياز النخيل والأعناب من سائر الفواكه ، فظاهر معلوم ، وكما أنه تعالى لما ذكر الحيوانات التي ينتفع الناس بها على التفصيل ، ثم قال في صفة البقية : (ويخلق ما لا تعلمون)

فكذلك ههنا لما ذكر الأنواع المنتفع بها من النبات ، قال في صفة البقية : (ومن كل الثمرات) تنبيها على أن تفصيل القول في أجناسها وأنواعها وصفاتها ومنافعها لا يمكن ذكره في مجلدات ، فالأولى الاقتصار فيه على الكلام المجمل (الرازي،۶۰۶ھ،ج،۱۹،ص۔۱۸۶)

ترجمہ: جان لیں کہ انسان کو خوراک کی ضرورت کے لیے پیدا کیا گیا ہے، اور خوراک یا تو جانوروں یا پودوں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ جانوروں کی خوراک پودوں کی خوراک سے زیادہ معزز ہے۔ کیونکہ جانوروں کے اعضاء کو کھانے سے انسانی اعضاء پیدا کرنا پودوں کو کھانے سے زیادہ آسان ہے۔ کیونکہ وہاں مماثلت زیادہ مکمل اور مکمل ہے، اور جانوروں کی خوراک صرف جانوروں کی نشوونما اور چرنے کے ذریعے ان کی نشوونما سے حاصل ہوتی ہے، اور یہ وہی چیز ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے افزائش نسل میں کیا ہے۔ جہاں تک پودوں کی خوراک کا تعلق ہے، وہ دو قسموں میں تقسیم ہیں: اناج اور جہاں تک اناج کا تعلق ہے تو ان کو فصل کہا جاتا ہے اور جہاں تک پھلوں کا تعلق ہے وہ سب سے زیادہ معزز زیتون، کھجور اور انگور ہیں اور زیتون کا تعلق اس لیے ہے کہ یہ ایک لحاظ سے پھل ہے اور ایک لحاظ سے پھل ہے۔ ایک اور معنی یہ ہے کہ اس میں تیل کی زیادہ مقدار ہونے کی وجہ سے، اور تیل کے کھانے، پینٹ کرنے اور چراغ جلانے میں بہت سے فوائد ہیں، جہاں تک کھجور کے درختوں اور انگوروں کی دیگر تمام پھلوں پر فضیلت کا تعلق ہے، تو یہ ظاہر اور معلوم ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان حیوانات کا تذکرہ کیا جن سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، پھر بقیہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: (اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے) اور اسی طرح یہاں جب نفع بخش پودوں کی اقسام کا ذکر کیا تو فرمایا۔ بقیہ کی تفصیل: (اور تمام پھلوں کی) تنبیہ کہ ان کی اقسام، اقسام، خصوصیات اور فوائد کی تفصیل جلدوں میں بیان نہیں کی جا سکتی، اس لیے بہتر ہے کہ اسے اسی تک محدود رکھا جائے۔

آیاتِ بالا میں درختوں کے فوائد ذکر کئے گئے کہ ان سے جانوروں کو غذا حاصل ہوتی ہے اور ان کے پھلوں اور غلہ سے انسان بھی اپنی غذائی ضروریات کی تکمیل کرتے ہیں، ایک جگہ شہد کی مکھیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا کہ وہ مختلف درختوں اور پودوں سے رس چوس کر شہد جیسی نعمت کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنتی ہیں، ارشاد ربانی ہے:

"**وَأَوْحٰى رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِىْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ**" (النحل:۶۹)

آپ کے رب نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ پہاڑوں میں درختوں اور لوگوں کی بنائی ہوئی اونچی اونچی ٹہنیوں میں اپنے چھتے بنا اور ہر طرح کے میوے کھا۔

تفسیر الکبیر

"**خَلْقُ اللَّهِ تَعالى الأجْزاءَ النّافِعَةَ في جَوِّ الهَواءِ، ثُمَّ إلْقاؤُها عَلى أطْرافِ الأشْجارِ والأوْراقِ، ثُمَّ إلْهامُ النَّحْلِ إلى جَمْعِها بَعْدَ تَفْرِيقِها، وكُلُّ ذَلِكَ أُمُورٌ عَجِيبَةٌ دالَّةٌ عَلى أنَّ إلَهَ العالَمِ بَنى تَرْتِيبَهُ عَلى رِعايَةِ الحِكْمَةِ والمَصْلَحَةِ**" (الرازی۔۶۰۶ھ،ج،۲۰،ص۔۵۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فائدہ مند حصوں کو ہوا میں پیدا کیا، پھر انہیں درختوں اور پتوں کے سروں پر گرایا، پھر شہد کی مکھیوں کو ترغیب دی کہ وہ منتشر ہونے کے بعد انہیں جمع کریں، اور یہ سب حیرت انگیز اور اہم چیزیں ہیں۔ دنیا نے اس کا انتظام حکمت اور مفادات کی دیکھ بھال پر بنایا۔

نیز اللہ تعالیٰ درختوں اور دیگر اشیاء کے سایہ کا تذکرہ بطور احسان کے کر رہا ہے۔ ارشاد ہے:

"وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا"(سورۃ النحل: ۸۱)

اور اللہ ہی نے تمہارے لئے اپنی پیدا کردہ چیزوں میں سے سایے بنائے ہیں۔ **"الظلال کل ما یستظل به من البیوت والشجر . وقوله مما خلق یعم جمیع الأشخاص المظلة"**(القرطبی، ۱۷۶۱، ج، ۲۰، ص۔ ۱۴۵)

سائے وہ چیز ہے جو گھروں اور درختوں سے سایہ فراہم کرتی ہے۔ اور اُس کا یہ قول، ''جس چیز سے اُس نے پیدا کیا ہے'' تمام افراد تک اپنی چھتری پھیلاتا ہے۔

ایک مقام پر زیتون کے درخت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

"وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُورِ سَيْنَاءَ تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ" (المؤمنون: ۲۰)

اور پیدا کیا وہ درخت جو طور سینا پہاڑ سے نکلتا ہے جو تیل نکالتا ہے اور کھانے والوں کے لئے سالن ہے، زیتون کے درخت کو مبارک درخت قرار دیا گیا، ارشاد ہے: "**يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ**"(النور: ۳۵)

درختوں اور پودوں سے جہاں پھل فراہم ہوتے ہیں غلہ اور اناج حاصل ہوتا ہے، شدید دھوپ میں راہ گیروں کے لئے سایہ کا انتظام ہوتا ہے، پکوان کے لئے ایندھن اور فرنیچر کے لئے لکڑی فراہم ہوتی ہے وہیں درخت بھرے جنگلات اور آبادیوں میں موجود سر سبز وشاداب درخت ماحولیاتی کثافت کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں اور صاف وشفاف ہوا فراہم کرتے ہیں، اسی لئے اسلام میں ایک طرف درختوں کی کٹائی سے منع کیا گیا، اور دوسری جانب شجرکاری کی ترغیب دی گئی، چنانچہ ایسے منافق جو دنیا میں فساد مچاتے ہیں اور کھیتی اور نسل انسانی کو تباہ کرتے ہیں ان کی مذمت کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

"وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ" (البقرۃ: ۲۰۵)

جب وہ لوٹ کر جاتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی اور نسل اور کھیتی کی بربادی کی کوشش میں لگا رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ فساد کو ناپسند کرتا ہے۔

تفسیر القرآن

"وإذا تولى سعى في الأرض ليفسد فيها ويهلك الحرث والنسل والله لا يحب الفساد في هذه الآية الكريمة بيان الغاية التي تغياها من يريد أن يخدع الناس ، فهو يخدعهم ليمكن لأهوائه وشهواته . وإذا تمكنت الأهواء والشهوات واندفع الشخص في اجتراعها ،يشتار عسلها من غير دين رادع ، ولا حكم زاجر - سرى الفساد في جسم الأمة كما يسري الداء العضال في جسم المريض ، وبذلك يهلك الحرث والنسل ، أي يهلك الزرع والحيوان ، وفيهما جماع حاجات بني الإنسان ، فما من أمر يحتاج إليه الإنسان في مقومات جسمه إلا كان من الحيوان أو من النبات ، وهلاكهما كناية عن الخراب العام ، والضيق الشديد ، والفساد المستحكم ، وضياع المصالح"(ابوزہرہ، ۱۹۷۳، ج، ۲، ص۔ ۶۴۱)

ترجمہ: ورا گروہ اقتدار سنبھالتا ہے تو زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتا ہے اور کھیتی اور اولاد کو تباہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔اس آیت کریمہ میں اس مقصد کی وضاحت ہے جس کی تلاش جو چاہے کرے۔لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے۔اگر خواہشات اور خواہشات نے زور پکڑ لیا اور کوئی شخص ان کو نگلنے کے لیے دوڑ پڑے اور ان کا شہد بغیر کسی روک ٹوک مذہب یا کسی پابندی کے حکم کے خرید لے تو قوم کے جسم میں فساد اسی طرح پھیلے گا جس طرح ایک لاعلاج بیماری بیمار کے جسم سے پھیلتی ہے۔اس طرح فصلیں اور اولادیں تباہ ہو جائیں گی،یعنی فصلیں اور جانور تباہ ہو جائیں گے،اور ان میں انسانوں کی تمام ضروریات ہیں،انسان کو اپنے جسم کے اجزاء کے لیے کوئی چیز درکار نہیں ہے،جب تک کہ وہ غذا نہ ہو۔جانور یا پودے،اور ان کی تباہی عام تباہی، شدید پریشانی، گہری بیٹھی بدعنوانی،اور مفادات کے نقصان کا استعارہ ہے۔

گویا کھیتی اور پودوں کو برباد کرنا منافقوں کا شیوہ ہے،مومن اس کا ارتکاب نہیں کر سکتا،اللہ تعالیٰ نے درختوں کو زمین کی زینت قرار دیا ہے،پھر کیوں کر ان کے ناحق کاٹنے کی اجازت ہو سکتی ہے،ارشاد ربانی ہے:

"إِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا" (الکہف:۸)

روئے زمین پر جو کچھ ہے حیوانات، نباتات، جمادات وغیرہ اسے ہم نے زمین کے لئے رونق بنا دیا ہے،درختوں کی کٹائی کی ممانعت کیوں نہ ہو، جب کہ درختوں اور پودوں کا نظام آسمان سے پانی برسنے کا سبب بنتا ہے،درختوں سے کائنات کا قدرتی حسن دوبالا ہوتا ہے،درخت جانداروں کو آکسیجن فراہم کرتے ہیں،درختوں سے ہواؤں کی رفتار میں اعتدال پیدا ہوتا ہے،نیز ان سے درجۂ حرارت میں تخفیف ہوتی ہے،وہ فضائی آلودگی کا سبب بننے والے ہر طرح کے جراثیم کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔

انسانی زندگی کی بقا اور ترقی کے لئے نباتات کا اہم کردار رہا ہے،ان کے بغیر انسانی زندگی کا تصور بھی محال ہے۔نباتات ہی سے ہمیں غذا حاصل ہوتی ہے،اناج،غلّہ، پھل اور سبزیاں نباتات ہی ہیں جن کی بدولت ہم جسمانی توانائی حاصل کرتے ہیں۔نباتات صرف انسانوں کے لیے نہیں، بلکہ حیوانات کے لیے بھی غذا ہیں۔

قرآن کریم نے اس طرف انسانوں کو متوجہ کیا ہے:

"فَلْيَنظُرِ الْإِنسَانُ إِلَىٰ طَعَامِهِ ★ أَنَّا صَبَبْنَا الْمَاءَ صَبًّا ★ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ★ فَأَنبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ★ وَعِنَبًا وَقَضْبًا ★ وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ★ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ★ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ★ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ★ فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ" (عبس:۳۲-۲۴)

توانسان کو چاہئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے، کہ ہم نے ہی خوب پانی برسایا، پھر ہم نے ہی زمین کو اچھی طرح پھاڑ دیا، پھر ہم نے ہی اس میں اناج،انگور ، ترکاری، زیتون اور کھجور اور گھنے باغات، اور طرح طرح کے پھل اور چارے اگائے،جو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کے لئے ہیں۔

فلينظر الإنسان إلى طعامه لما ذكر - جل ثناؤه - ابتداء خلق الإنسان ، ذكر ما يسر من رزقه ; أي فلينظر كيف خلق الله طعامه . وهذا النظر نظر القلب بالفكر ; أي ليتدبر كيف خلق الله طعامه الذي هو قوام حياته ، وكيف هيأ له أسباب المعاش ، ليستعد بها للمعاد(القرطبی،۶۷۱ھ،ج،۱۹،ص۔۱۹۰)

ترجمہ: انسان اپنے کھانے کو دیکھے، جیسا کہ وہ-اس کی شان ہے-انسان کی تخلیق کے آغاز سے ذکر کیا گیا ہے، اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہ اس کے رزق کو کس چیز نے آسان بنایا؛ یعنی وہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا کھانا کیسے بنایا۔ یہ قول فکر کے ساتھ دل کا نظارہ ہے۔ یعنی اس بات پر غور کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی خوراک جو اس کی زندگی کی بنیاد ہے، کس طرح پیدا کی اور اس کے لیے رزق کے ذرائع کیسے تیار کیے، تاکہ وہ مستقبل کے لیے تیاری کر سکے۔

دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے:

ءَاَنۡتُمۡ تَزۡرَعُوۡنَهٗۤ اَمۡ نَحۡنُ الزّٰرِعُوۡنَ * لَوۡ نَشَآءُ لَجَعَلۡنٰهُ حُطَامًا فَظَلۡتُمۡ تَفَكَّهُوۡنَ" (الواقعۃ: ٦٤)

اچھا پھر یہ بتلاؤ کہ تم جو کچھ تخم وغیرہ بوتے ہو، اس کو تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں، اگر ہم چاہیں تو اس پیداوار کو چورا کر دیں۔

"أأنتم تزرعونه أم نحن الزارعون والمستحب لكل من يلقي البذر في الأرض أن يقرأ بعد الاستعاذة : أفرأيتم ما تحرثون الآية ، ثم يقول : بل الله الزارع والمنبت والمبلغ ، اللهم صل على محمد ، وارزقنا ثمره ، وجنبنا ضرره ، واجعلنا لأنعمك من الشاكرين ، ولآلائك من الذاكرين ، وبارك لنا فيه "(القرطبی،۶۷۱ھ،ج،۱۷،ص۔۱۹۸)

ترجمہ: کیا تم اسے لگا رہے ہو یا ہم بونے والے ہیں؟ ہر اس شخص کے لیے مستحب ہے جو زمین میں بیج ڈالتا ہے پناہ مانگنے کے بعد یہ پڑھے: کیا تم نے دیکھا ہے کہ تم نے آیت تک کیا کیا؟ پھر فرمایا: بلکہ اللہ بونے والا ہے۔ اگانے والا اور اگانے والا اے اللہ محمد پر رحمت نازل فرما اور ہمیں ان کا پھل عطا فرما اور ہمیں ان کے نقصان سے محفوظ فرما اور ہمیں ان لوگوں میں شامل کر جو تیرے لیے زیادہ مہربان ہیں اور یاد کرنے والوں میں سے ہیں۔

ہوا پر تمام جانداروں کی زندگی منحصر ہے، جانداروں کے اندر ہوا کا دخول و خروج ان کی بقاء کے لئے ضروری ہے، ہوا کے بغیر وہ چند منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے۔ ہوا میں بھی قدرت نے آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائڈ کا محیر العقول نظام بنایا ہے، انسان آکسیجن لیکر کاربن ڈائی آکسائڈ چھوڑتا ہے، جبکہ یہی کاربون ڈاایکسائڈ نباتات کے لیے آکسیجن کا کام کرتا ہے اور جو کچھ نباتات چھوڑتے وہ انسان کے لئے آکسیجن بنتے ہیں، ان کے علاوہ ہوا دیگر بہت سارے ضروری کام انجام دیتی ہے، مثلاً نباتات میں بار آوری اور ان کی نشوونما کا عمل، بادلوں کی تخلیق اور ان کی تحلیل نیز مختلف حصوں میں ان کی منتقلی ہوا ہی کا عمل ہے، قرآن کریم نے کئی جگہوں پر اس کو خدائی عطیہ قرار دیا ہے۔

"اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّهَارِ وَ الۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِهِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَ بَثَّ فِیۡهَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ" (البقرۃ،۱۶۴)

بیشک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی گردش میں اور ان جہازوں اور کشتیوں میں جو سمندر میں لوگوں کو نفع پہنچانے والی چیزیں اٹھا کر چلتی ہیں اور اس بارش کے پانی میں جسے اللہ آسمان کی طرف سے اتارتا ہے پھر اس کے ذریعے زمین کو مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے، وہ زمین جس میں اس نے ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے ہیں اور ہواؤں کے رُخ بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکمِ الٰہی کا پابند ہو کر چلتا ہے ان میں عقلمندوں کے لئے قدرتِ الٰہی کی بہت سی نشانیاں ہیں۔

انسانی صحت اور بقاء کیلئے کھلی فضاء اور صاف ہوا میں سانس لینا بہت ضروری ہے، ہوا انسانی حیات کی بقا کا انتہائی اہم فریضہ انجام دیتی ہے، سانس اور پھیپڑوں کو بیماریاں آلودہ ہوا سے پیدا ہوتی ہیں، اس لیے اس کی حفاظت کرنا اور اس کو آلودہ ہونے سے بچانا انسانوں پر واجب ہو جاتا ہے، اس طرح سے وہ تمام افعال جو ہوا کو آلودہ کریں اور انسانوں کی جان اور اس کی صحت پر اثر انداز ہوں، ممنوع قرار پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیڑی اور سگریٹ پینے کی ممانعت وارد ہوئی ہے، کہ بظاہر یہ ایک دھواں مانند ہوا ہے، مگر انسان کے پھیپڑوں کو چوں کہ نقصان پہونچاتا ہے، اس لیے ممنوع ہے۔ ہواؤں کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

"هُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّياحَ بُشْراً بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ حَتَّى إِذا أَقَلَّتْ سَحاباً ثِقالاً سُقْناهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنا بِهِ الْماءَ فَأَخْرَجْنا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَراتِ كَذلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ" (الاعراف۵۷)

اور وہی تو ہے جو ہواؤں کو خوشخبری کے طور اپنی رحمت کے آگے آگے بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب وہ ابر گراں کو اٹھا لیتی ہیں تو ہم انہیں کسی مردہ زمین کی طرف ہانک دیتے ہیں پھر بادل سے مینہ برسا کر اس سے ہر طرح کے پھل پیدا کرتے ہیں، اسی طرح ہم مردوں کو بھی (زمین سے) نکالیں گے شاید تم نصیحت حاصل کرو۔

تفسیر القرطبیؒ

"وهو الذي ينشر الرياح نشرا . نشرت الشيء فانتشر ، فكأنها كانت مطوية فنشرت عند الهبوب . ويجوز أن يكون مصدرا في موضع الحال من الرياح ; كأنه قال يرسل الرياح منشرة ، أي محيية ; من أنشر الله الميت فنشر ، كما تقول أتانا ركضا ، أي راكضا . وقد قيل : إن (نشرا) بالفتح من النشر الذي هو خلاف الطي على ما ذكرنا . كأن الريح في سكونها كالمطوية ثم ترسل من طيها ذلك فتصير كالمنفتحة . وقد فسره أبو عبيد بمعنى متفرقة في وجوهها ، على معنى ينشرها ههنا وههنا . وقرأ عاصم : بشرا بالباء وإسكان الشين والتنوين جمع بشير ، أي الرياح تبشر بالمطر"(القرطبیؒ،۱۷۱ ۶ھ،ج،۷،ص۔۲۰۷)

ترجمہ: وہی ہواؤں کو پھیلاتا ہے۔ آپ کسی چیز کو پھیلاتے ہیں اور وہ پھیل جاتی ہے، جیسے کہ اسے جوڑ دیا جاتا ہے اور پھونکنے پر پھیل جاتا ہے۔ یہ ہوا سے موجودہ صورتحال میں ایک ذریعہ ہو سکتا ہے؛ گویا فرمایا: وہ ہواؤں کو پھیلاتا ہے یعنی زندگی بخشتا ہے۔ جسے خدا مردوں کو زندہ کرتا ہے، وہ پھیلاتا ہے، جیسا کہ آپ کہتے ہیں، ''وہ دوڑتا ہوا ہمارے پاس آیا،'' یعنی دوڑتا ہوا آیا۔ کہا گیا ہے: "ناشرہ "فتح کے ساتھ "نشر" سے ہے، جو "طیہ" کے مخالف ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ گویا ہوا اپنی خاموشی میں ایک تہہ کی مانند ہے، پھر اس کو اپنے تہہ سے چھوڑ دیتی ہے اور وہ کھلی ہوئی بن جاتی ہے۔ ابو عبید نے اس کی تشریح یہ کی ہے کہ یہ اپنے چہروں پر منتشر ہے، اس کے معنی ادھر ادھر پھیلانے کے ہیں۔ یعنی ہوا بارش کا اعلان کرتی ہے۔

انسان جو سانس لیتا ہے وہ آکسیجن ہے، اور جو سانس چھوڑتا ہے وہ کاربن ڈائی آکسائڈ ہے، جب کہ نباتات اس کے برعکس سانس لیتے ہیں، وہ آکسیجن چھوڑ کر کاربن ڈائی آکسائڈ لیتے ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائڈ ایک مہلک گیس ہے، اس سے سمندری پانی کی تیزابیت میں اضافہ ہوتا ہے، جس سے ماحول متاثر ہوتا ہے۔

ماہرینِ ماحولیات کا کہنا ہے کہ اس طرح کے گیسوں کے اخراج کی وجہ سے۔ زمین کی درجہ حرارت میں اضافہ ہو گیا ہے، جس کو گلوبل وارمنگ کہا جاتا ہے۔ عام تاثر ہے کہ گلوبل وارمنگ کا بم، جوہری بم سے بھی کئی گنا زیادہ خطرناک ہے؛ کیوں کہ اس سے اوزن خطرہ میں پڑ چکا ہے، اوزن پھٹ رہا ہے، اور سورج کی تپش براہ راست روئے زمین پر پڑنے لگی ہے، جس سے مہلک امراض پیدا ہو رہے ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائڈ جیسے مہلک گیسوں کی وجہ سے برفانی تودہ پگھل رہا ہے، جس سے سمندر کی آبی سطح بڑھ کر کئی ساحلی شہروں کو غرق آب کر سکتا ہے۔ انسان حیوان کے بشمول نباتات سبھی کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ کاربن ڈائی آکسائڈ حبس، دمہ، بلڈ پریشر فالج وغیرہ کئی مہلک بیماریوں کا سبب ہے۔ اس لیے اگر نباتات زیادہ ہوں گے تو کاربن ڈائی آکسائڈ والا گیس کم ہو گا جس سے لامحالہ اوزون کی حفاظت، انسانی جانوں کو لاحق خطرات سے نجات اور پانی کا تحفظ ہو سکے گا۔

انسان کی زندگی میں پانی کی بہت زیادہ اہمیت ہے، پانی سے انسان کی تخلیق بھی ہوئی ہے اور اس کے زندہ رہنے کے لئے پانی کی قدم قدم پر ضرورت پڑتی ہے، پیاس بجھانے کے لیے، کھانا بنانے کے لیے، برتن اور کپڑے دھونے کے لئے، پاکی حاصل کرنے کے لیے کھیتوں کی سیرابی، درخت و پودوں کی ہریالی برقرار رکھنے کے لئے پانی نہایت ہی ضروری ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ پر پانی کی اہمیت کو بیان کیا ہے، اس کو اپنی قدرت، اور انسانوں کے لیے عظیم نعمت قرار دیا ہے۔

نبات وحیوانات کے تحفظ کے بارے میں احادیث:

اسلام دین فطرت ہے، اس کا پیغام امن وآشتی اور محبت کا پیغام ہے، اور رحمتِ کریمی صرف انسانوں تک محدود نہیں، ہر ذی روح تک محیط ہے۔ اس کے فیوض و برکات نے جہاں عالمِ انسانیت کو سیراب کیا، وہیں بے زبان جانوروں کو بھی اپنی رحمتِ بے کراں سے مالامال کیا۔ زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب جانوروں کے ساتھ نہایت وحشیانہ سلوک کرتے تھے۔ نزولِ اسلام کے بعد گویا ان بے زبان جانوروں کو بھی جائے اماں ملی۔ اللہ ربّ العزت اور محسنِ انسانیت، حضرت محمدؐ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حقوق متعیّن کر کے رہتی دنیا تک انہیں تحفظ فرمادیا اور ان سے بدسلوکی کرنے والوں کو دوزخ کے عذاب کی وعید سنائی۔ جانوروں کی اہمیت اور ان کی خصوصیات بیان کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ قرآن کریم میں اللہ جل شانہ نے دو سو آیات میں جانوروں کا ذکر فرمایا ہے، جب کہ کچھ سورتوں کے تو نام ہی جانوروں کے نام پر ہیں۔ جیسے سورۃ البقرہ (گائے)، سورۂ نحل (شہد کی مکھی)، سورۂ نمل (چیونٹی)، سورۂ عنکبوت (مکڑی)، سورۂ فیل (ہاتھی)۔ قرآن کریم میں ۳۵ جانوروں کا ذکر آیا ہے۔ پرندوں میں بٹیر، ہدہد، کوّے کا ذکر ملتا ہے۔

آبی جانوروں میں وہیل مچھلی، مینڈک کا۔ پالتو جانوروں میں گائے، بکرے، بھیڑ، اونٹ، گدھے، خچر، کتّے اور گئوسالہ (بچھڑے) کا۔ جنگلی جانوروں میں شیر، ہاتھی، بندر، سوّر، اژدھے کا اور حشرات میں مچھر، مکّھی، مکڑی، تتلی، ٹڈی، چیونٹی، شہد کی مکّھی وغیرہ۔ قرآنِ کریم میں حقیر جانوروں کا ذکر کرنے پر کچھ کفار نے اعتراض بھی کیا، جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا۔ ترجمہ: ''بے شک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ سمجھانے کے لیے کوئی بھی مثال بیان فرمائے، خواہ مچھر کی ہو یا ایسی چیز کی جو حقارت میں اس سے بھی بڑھ کر ہو، تو جو لوگ ایمان لائے، وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ مثال ان کے رب کی طرف سے حق کی نشان دہی ہے۔

اور اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ جانوروں پر بھی شفقت اور رحم کرنا اور ظلم سے باز رہنا چاہیے۔ اسلام کے جامع مذہب ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے جانوروں کے حقوق بھی بیان کر دیے ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" (الانبیاء: ۱۰۷)

اور ہم نے آپ ؐ کو سارے عالم کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کے حقوق بھی بیان فرمائے۔ بہت سی احادیث اور نصوص سے ثابت ہے کہ جانوروں پر احسان اور ان کے ساتھ شفقت و رحمت عبادت ہے، جو اجر و ثواب کے اعلیٰ درجات اور اسبابِ مغفرت کے سبب تک پہنچاتی ہے۔

جانوروں کے حسن کے بارے میں آپ ﷺ کا فرمان عالی شان

"قال رسول الله ﷺ الخلق عيال الله فاحب الخلق إلى الله من احسن إلى عياله" (لتبریزی، ۷۴۰ھ، ح۔ ۴۹۹۸)

سیدنا انس اور عبداللہ رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا" : مخلوق اللہ کی عیال)زیر کفالت ہے، اور مخلوق میں سے وہ شخص اللہ کو زیادہ پسند ہے جو اس کی عیال سے اچھا سلوک کرتا ہے

نباتات کی اہمیت کے پیش نظر حدیث میں اس کی کاشتکاری کی تعلیم دی گئی ہے اور اس پر ثواب مرتب کیا گیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے، اور پھر اس سے کوئی پرندہ یا انسان یا کوئی جانور کھاتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔ (البخاری، ۲۵۶ھ، ح، ۲۳۲۰)

دوسری طرف اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات میں درختوں کو کاٹنے کی واضح ممانعت آئی ہے۔ حتیٰ کہ حالتِ جنگ میں بھی درخت کاٹنے سے منع کیا گیا ہے، تاآنکہ وہ دشمن کے لیے فائدہ مند نہ ہو جائیں، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمان فوجوں کو اس بات کی ہدایت تھی کہ وہ شہروں اور فصلوں کو برباد نہ کریں۔

اسلام میں جانوروں کی اہمیت

ایک روایت میں ہے کہ گائے کی تخلیق کھیتی کے لئے بھی ہوئی ہے، یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نے بعض جانوروں کو کھیتی کے لئے پیدا فرمایا ہے، اگرچہ ان سے دوسرا کام بھی لیا جاتا ہو۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے گائے سے سواری کا کام لیا، تو گائے نے آپ ﷺ کو دیکھ کر شکایت کی کہ میں اس کے لیے نہیں پیدا کی گئی ہوں، بلکہ میری تخلیق تو کھیتی کرنے کے لیے ہوئی ہے۔ (البخاری، ۲۵۶ھ، ھ، ۲۳۲٤)

کتے کی خباثت کسی پر پوشیدہ نہیں ہے، نجاست سے انسیت اس جانور کی فطرت میں داخل ہے، انسان کی غلاظت جس کی خوارک ہے۔ ہر کس و ناکس جس کو دیکھ کر چھی چھی کرتا ہے، مگر شریعت میں کھیتی کی حفاظت کے لیے اس کے پالنے کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس سے اندازہ لگانا مشکل

نہیں ہے کہ اسلام میں کھیت وغیرہ کی کس قدر اہمیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کتا پالے تو روزانہ اس کے عمل سے ایک قیراط کم ہو جائے گا، مگر وہ کتا جو کھیتی اور مویشی جانوروں کی حفاظت کے لیے ہو، تو اس کے پالنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (البخاری، ۲۵۶ھ، ح، ۲۳۲۲)

اور اسی طرح عرب میں بالعموم ببول یا بیری کے درخت ہوا کرتے تھے، نبی کریم ﷺ نے بیری کے درخت کے بارے میں فرمایا: **"من قطع سدرة صوب الله رأسه في النار"** (الہیثمی، ۱۴۰۴ء، ج، ۸، ص۔ ۱۱۵)

جو بیری کا درخت کاٹے گا اسے اللہ تعالی اوندھے مُنہ جہنم میں ڈالیں گے، علماء نے حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنگل کے ایسے درخت جن سے لوگوں کو سایہ حاصل ہوتا ہے یا جن سے چوپائے غذا حاصل کرتے ہیں انہیں جو کوئی ناحق کاٹے گا وہ جہنم رسید ہو گا۔ (القرطبی، ۱۲۷۳ء، ج، ۷، ص۔ ۸۷)

ایک اور حدیث میں ایسے شخص پر لعنت بھیجی گئی ہے، درختوں کی حفاظت پر اس قدر زور دیا گیا کہ جنگوں میں تک کھیتیوں اور درختوں کے جلانے کو ممنوع قرار دیا گیا، چنانچہ ترمذی کی ایک روایت میں جسے حضرت صدیق اکبرؓ نے روایت کیا ہے: آپ ﷺ نے مجاہدین کو خاص طور پر درختوں اور کھیتوں کے برباد کرنے سے منع فرمایا، سلف صالحین کے وصایا میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہوئے کہتے تھے لا تقطعوا شجرا کسی درخت کو مت کاٹو، موجودہ دور میں فضائی آلودگی میں اضافہ کی ایک اہم وجہ درختوں کی کٹائی اور جنگلات کا خاتمہ ہے، بڑھتی آبادی کے پیش نظر جنگلات کا صفایا ہوتا جا رہا ہے، دیہی آبادی شہروں کا رخ کر رہی ہے، اور جنگلی علاقے انسانی آبادی کے سبب ختم ہوتے جا رہے ہیں۔

اسلام میں جہاں درختوں کی کٹائی سے منع کیا گیا وہیں شجر کاری کی بھی تلقین کی گئی اور شجر کاری کرنے والوں سے جانور وغیرہ کھا جانے کی صورت میں اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا، چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ مسلمان کوئی درخت یا کھیتی لگائے اور اس میں سے انسان درندہ، پرندہ یا چوپایا کھائے تو وہ اس کے لئے صدقہ ہو جاتا ہے۔ (التبریزی، ۱۲۴۸ء، ح۔ ۱۸۹۸)

اس حدیث سے شجر کاری کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے، نیز یہ پتہ چلتا ہے کہ شجر کاری میں کافی خیر ہے، اور دین و دنیا کے لئے بے شمار فوائد ہیں، ایک موقع پر آپ نے شجر کاری کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: **"من نصب شجرة فصبر على حفظها والقيام عليها حتى تثمر فإن له في كل شيء يصاب من ثمرها صدقة عند الله"** (احمد حنبل، ۸۵۵ء، ج، ۴، ص۔ ۶۱) جو کوئی درخت لگائے پھر اس کی حفاظت اور نگرانی کرتا رہے یہاں تک کہ وہ درخت پھل دینے لگے اب اس درخت کا جو کچھ نقصان ہو گا وہ اس کے لئے اللہ کے یہاں صدقہ کا سبب ہو گا، ایک اور موقع پر آپ نے کاشتکاری اور بنجر و بے استعمال زمین کو کاشت کے لئے استعمال کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: جس کے پاس زمین ہو اسے اس زمین میں کاشتکاری کرنی چاہیے، اگر وہ خود کاشت نہ کر سکتا ہو تو اپنے کسی مسلمان بھائی کو دے، تاکہ وہ کاشت کرے۔ (الترمذی، ۸۹۲ھ، ح، ۱۵۳۶) رسول اللہ ﷺ کی انہی ترغیبات کا نتیجہ تھا کہ حضرات صحابہ شجر کاری کا خاص اہتمام فرماتے تھے، حضرت امام احمد ابن حنبلؒ نے حضرت ابو درداء سے نقل کیا ہے کہ حضرات صحابہ کرام صدقہ کی نیت سے درخت لگانے کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ (الہیثمی، ۱۴۰۴ء، ج، ۴، ص۔ ۶۸)

شجر کاری اور کاشت کے انہی فوائد کے پیش نظر اسلام نے افتادہ سرکاری زمین کے بارے میں یہ اصول مقرر کیا ہے کہ جو شخص بھی اس میں کاشت کرنا چاہے حکومت کی اجازت سے کر سکتا ہے، اگر کوئی شخص ایسی اراضی قبضہ میں لے کر پھر اسے آباد کرنا چھوڑ دے تو زمین اس سے لے کر دوسرے کے حوالے کر دی جائے گی، تاکہ وہ اس میں کھیتی کرے۔ (البخاری۔ ۲۵۴ھ، ج، ۴، ص۔ ۳)

اسلام اور اس کی پاکیزہ تعلیمات دین و دنیا کی کامیابی کی ضامن ہیں، اسلامی تعلیمات پر عمل انسان کو دونوں جہانوں کا سکون عطا کرتا ہے، اسلام صفائی ستھرائی اور نظافت پر زور دیتا ہے، تاکہ نجاست اور گندگی کے سبب ماحول آلودہ ہونے سے محفوظ رہے، اور آب و ہوا متاثر نہ ہو، آلودگی چاہے فضائی ہو یا صوتی، صحت انسانی کے لئے انتہائی مضر ہے، ماحولیاتی آلودگی سے تحفظ کا ایک ذریعہ شجر کاری ہے، نبی کریم ﷺ کا ایک ارشاد کس قدر چونکا دینے والا ہے جس میں آپؐ نے فرمایا کہ اگر قیامت برپا ہو رہی ہو اور تمہیں پودا لگانے کی نیکی کا موقع مل جائے تو فوری اس نیکی میں شامل ہو جاؤ، اس ارشاد کا مقصود اگرچہ نیکی کے مواقع کو غنیمت جاننے کی تاکید ہے لیکن بے شمار نیکیوں میں سے آپ نے پودا لگانے کا انتخاب کر کے شجر کاری کی افادیت کو اجاگر فرمایا ہے۔

اسلام میں ماحولیاتی ذمہ داری

اسلام کے مطابق بنی نوانسان کرہ ارض کی چیزوں کا تحفظ کرنے اور ان کے خلیفہ ہیں۔ انسان فطرت اور دنیا کا مالک نہ ہونے کی بنا پر دنیا میں خواہش کردہ شکل میں استعمال کیا جا سکنے والا مال نہیں ہے۔ یکجہتی، امانت اور ذمہ داری اسلام کے تین بنیادی عناصر ہیں۔ یہ اصول بیک وقت دین اسلام کے ماحولیاتی اخلاق کے بنیادی ستون بھی ہیں۔

ا۔ دین اسلام میں ماحولیاتی تحفظ کے موضوع پر "صفائی" کا نظریہ بھی پایا جاتا ہے۔ در حقیقت قرآن کریم نے اللہ تعالی کی محبت کو جیتنے کی پیشگی شرائط میں سے ایک صفائی کو قرار دیا ہے۔ صفائی اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالی کی خدمت و اطاعت کی بھی اولین شرائط میں سے ہے۔ حدیثوں میں اس حوالے سے کئی بار ذکر آ چکا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کا عمل اولین طور پر انسان کی اپنی توہین کے زمرے میں آتا ہے۔ انسانوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس دائرہ کار میں اس بارے میں تمام تر عوامل کی دین اسلام میں قطعی پر ممانعت ہے۔

حضور ﷺ کی ہماری دنیا میں تشریف آوری کا علاقہ ریگستانوں میں گھرا ہوا تھا۔ اس مقام کو قابل رہائش علاقے کی شکل دینے کی خاطر مختلف عمل در آمد کیے گئے تھے۔ آپ کی قدرتی ماحول کے تحفظ پر حساسیت، آج کے دور میں ماحولیات کے علمبر داروں کی طرف سے طبعیات کے توازن کو بر قرار رکھنے کی کوششوں اور حساسیت سے بھی کہیں زیادہ دور اندیش تھی۔ نبی اکرم کی طرف سے ماحولیات کے حوالے سے عادات کو اخلاقی زمرے کی ماہیت دی گئی اور آپ نے بذاتِ خود بھی اس موضوع پر کئی ایک سرگرمیوں میں حصہ لیا تھا۔ مثال کے طور پر حضرت محمد ﷺ نے مدینہ منورہ پہنچتے ہی علاقے کو حرم کا علاقہ اعلان کرتے ہوئے وہاں پر جڑی بوٹیوں اور درختوں کے کاٹنے کی ممانعت اور جانوروں کو ہلاک کرنے کی پابندی عائد کی تھی۔ آپ کی طرف سے شہروں کے گرد سبزہ اگانے کی کوشش، عصرِ حاضر میں انسانوں کو ضرورت ہونے والی شہری آبادکاری کے لیے رہنمائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر ایک مسلمان شخص درخت لگاتا ہے اور اس کا پھل انسان، جانور یا پھر پرند چرند کھاتے ہیں تو یہ اس کے لیے صدقہ جاریہ ہوتا ہے۔ جو

بھی خشک زمین کو سیر اب کرتے ہوئے یہاں پر شجر کاری کرے گا اللہ تعالی اسے اس کا ضرور اجر دیں گے۔ لہذا اگر آپ کے ہاتھ میں کوئی پودا ہوتا ہے اور چاہے قیامت بھی برپا کیوں نہ ہو جائے اور آپ کے پاس اس کو لگانے کا وقت ہو تو اسے ضرور پورا کریں۔ یہ الفاظ ماحولیات کے لیے اہمیت کے حامل ہیں۔ درحقیقت اللہ تعالی کے رسول نے اپنے ہاتھ سے ۵۰۰ عدد کھجور کے درخت لگائے تھے۔

جب دینوں کے ماحولیات سے متعلق اصولوں کا ذکر ہو رہا ہے تو ہم یہ بھی بتاتے چلیں کہ انسانوں کے ساتھ ایک ہی ماحول میں زندگی بسر کرنے والے جانوروں کا تحفظ بھی ہمارا فریضہ ہے۔ رسول اکرم نے جانوروں اور پرندوں کے تحفظ کو بڑی اہمیت دی تھی۔ مثلاً انہوں نے جانوروں پر اس کی برداشت سے زیادہ بوجھ ڈالنے سے منع کیا ہے اور کہا ہے کہ غیر ضروری طور پر کسی چڑیا کو بھی مارنے والا روز محشر کو اللہ تعالی کے سامنے جواب دے ہو گا۔ آپ نے پرندوں کے گھونسلوں کو بھی تباہ نہ کرنے اور ان کے انڈوں کو نہ چھیڑنے کی بھی تلقین کر رکھی ہے۔

۲۔ حضورِ اکرم ﷺ نے جانوروں کے ماحول کے تحفظ کے زیر مقصد اوپر بیان کردہ اصولوں پر کاربند رہنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ انہیں تکلیف نہ پہنچانے کا بھی حکم صادر کیا ہے۔ اور ان کی خصوصیات کے مطابق انہیں استعمال کرنے کا کہا ہے۔ آپ نے بے وجہ جانوروں کا شکار نہ کرنے کی بھی تلقین کی ہے۔ حضرت محمد کے یہ تمام الفاظ موجودہ جانوروں کے حقوق کی بنیادوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۳۔ دین اسلام لوگوں کو اپنی اور ارد گرد کی صفائی کا حکم دیتا ہے۔ یہ راستوں پر انسانوں کو نقصان پہنچا سکنے والی چیزوں کو ہٹانے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور اسے ایمان کا ایک جزو قرار دیتا ہے۔ اس نے فضول خرچی کی سختی سے ممانعت کی ہے۔ حتی وضو کرتے وقت بھی پانی کا زیادہ استعمال نہ کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔

آج بنی نوانسانوں کے لیے اہم ترین مسائل میں سے ایک کی ماہیت اختیار کرنے والے اور ماحولیاتی مسائل کے حل کو انسانوں کی مدد سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ انسان اپنی مادی و معنوی اقدار کے ساتھ رہائش کردہ مقام کے ساتھ یکسانیت کا حامل ہے۔ ان کو ایک دوسرے سے جدا کرنا ایک غلط امر ہو گا۔ جو کہ دین اسلام کا ماحولیات کے حوالے سے ایک اہم معاملہ ہے۔ آج زیر بحث ہونے والے ماحولیات کے منصوبوں کو اسی بنیادی ڈھانچے کی بدولت ہی مؤثر بنانا ممکن ہے۔ اچھا ماحول بنیادی طور پر ایک انسانی مسئلہ ہے۔ خود غرضی کے مفادات کو پیش پیش رکھنے والی ذہنیت، انسانوں کے مسائل اور لاچارگیوں سے استفادہ کرنے والی ذہنیت کی حامل ہوتی ہے۔ بعض اوقات بعض مملکتیں بھی اسی طرح کا مؤقف اپناتی ہیں۔ اگر اس موضوع کا خلاصہ پیش کیا جائے تو یہ کہنا ممکن ہے کہ دینِ اسلام نے **"ماحولیات"** کی حقیقت اور مسائل کے سامنے سنجیدہ اور پائدار حل پیش کیے ہیں۔ یہ اس ضمن میں ماحولیات کی تخریب کاری کا موجب انسان ہونے کی حقیقت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس کا محض انسانوں کی طرف سے ہی سد باب کیے جا سکنے کی حقیقت کا آشکار کرتا ہے۔ لہذا بنی نوانسان عصر حاضر کے ماحولیات کے مسائل کو صرف اور صرف دینی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہی حل کر سکتے ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے حیاتیاتی تنوع کے توازن کو بگاڑنے میں انسان کا حصہ دار ہونا ایک گناہ ہے اور فطرت سے ٹکرانے کے برابر ہے۔ اس زمین پر نباتات اور حیوانات کے تحفظ کی ذمہ داری ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے۔ اس ذمہ داری کی جانب بہت صاف اشارے قرآن اور حدیث میں موجود ہیں، جن کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اس زمین پر انسان کی حیثیت ایک خلیفہ کی ہے جس کا فرض ہے کہ وہ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے یہاں کے ماحولیات کا

تحفظ کرے اور جس کا حکم سورۃ انعام میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو پورا اختیار دیتا ہے کہ وہ اس سرزمین کی ہر چیز کا استعمال ایک خاص انداز سے کرے۔ خلیفہ ہونے کی حیثیت سے انسان ساری مخلوق میں افضل ہے، لیکن اس کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ دوسری مخلوق کے اوپر کوئی ظلم وزیاتی کرے۔ نباتات اور حیوانات کے تحفظ کو ایک دینی فریضہ بتانا دراصل ایک اسلامی فکر ہے۔

نبات وحیوانات کے بارے میں اسلامی اصول

ماحول کے تحفظ کے حوالے سے حکومت کی ذمہ داری اسلامی ریاست میں حکمرانوں کی خصوصی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ رعایا کے لیے اچھا ماحول فراہم کرنے کی کوشش کرے، جیسے کہ آپؐ کی ایک حدیث ہے کہ جس کے عمومی حکم سے مذکورہ نتیجہ نکال سکتے ہیں، جیسے ارشاد ہے: "**أيّما امرء ولي من أمر المسلمين شيئا لم يحطهم بما يحوط نفسه لم يرح رائحة الجنّة**" (السیوطی، ۱۵۰۵ء ج، ۳، ص۔ ۱۳۷)

یعنی جو کوئی مسلمانوں کے امور کی بھاگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے تو وہ جب تک عام لوگوں کے کاموں کو ویسے انجام نہ دے جیسا وہ اپنے امور کو انجام دیتا ہے، تو اس وقت تک وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔ تو اس حدیث مبارکہ کے عمومی حکم کے مطابق حکمرانوں کے اوپر لازم ہے کہ وہ اپنی ریاست کے اندر موجود سارے لوگوں کے لیے ویسا ہی ماحول ایجاد کرے جو اپنے لیے رکھتا ہے، تو چونکہ عام طور پر خصوصا آج کے دور میں حکمران نہایت صاف ستھرے اور ہر طرح کی آلودگی سے پاک ماحول میں اپنے لیے رہائش کا انتظام کرتے ہیں، تو اب ان پر لازم ہے کہ وہ عام عوام کے لیے بھی صاف ستھرا اور آلودگی سے پاک ماحول فراہم کرنے کی کوشش کرے۔

محفوظ علاقوں میں نباتات اور حیوانات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے، ریاستی محکمہ جنگلات کے ذریعے انتظامی منصوبے تیار کیے جاتے ہیں۔ حیاتیاتی تنوع کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ایک محفوظ علاقہ میں ریاستی حکومت کی طرف سے کسی بھی سرگرمی کو منظوری دینے سے پہلے مستعدی برتنے کے لیے زور دیتا ہے۔ مرکزی حکومت ریاستوں اور مرکز کے زیر انتظام علاقوں کو مرکزی اسپانسر شدہ اسکیموں کے تحت مالی امداد فراہم کرتی ہے۔ یہ اسکیمیں ہیں جنگلی حیات اور ان کے مسکن کے بہتر تحفظ اور دیکھ ریکھ کے لئے پروجیکٹ ٹائیگر اور پروجیکٹ ایلیفنٹ اور جنگلی حیات اور ان کے مسکن کی مربوط ترقی۔

حشرات کی ایک اہم نوع "Sphaerodactylus" جو کہ دنیا میں اب تقریباً معدوم ہو چکی ہیں۔ ان کی کچھ ہی اقسام خوش قسمتی سے انڈیا، پاکستان، برما، ترکی اور تھائی لینڈ میں پائی جاتی ہیں اور ان کی بقاء کے لیے ہنگامی بنیادوں پر کنزرویشن کی ضرورت ہے۔ کسی بھی خطے کی حیاتیاتی تنوع کی بقاء کے لیے ضروری ہے کہ درج ذیل نکات کو اپنایا جائے اور اس کے فروغ کے لیے حکومتی سطح پر موثر اقدامات کئے جائیں۔ مثلاً

(۱) مینگروز، مرجانوں اور جھیلوں کا باقاعدہ مطالعہ۔

(۲) معدوم نباتیات اور حیوانیات کا مکمل ریکارڈ۔

(۳) مقامی سطح پر عوامی معلومات پر مشتمل ایک تحقیقی حیاتیاتی تنوع رجسٹر کا اندراج ممکن بنایا جائے، تاکہ وہاں مقامی طور پر موجود تمام جانداروں خصوصاً نایاب اقسام کی معلومات روایتی انداز میں دستیاب ہوں۔

۴) جینیاتی تنوع اور متعلقہ روایتی علم کی دستاویزات تک عوام الناس کی رسائی ہو۔

۵) غیر بایوڈیگریڈیبل فضلے کی مینجمنٹ کا موثر انتظام کیا جائے جو کہ ماحولیاتی آلودگی کا باعث نہ بنے۔

۶) اس کے ساتھ ساتھ ملک میں قانون کا نافذ ممکن بنایا جائے جن میں وائلڈ لائف کنزرویشن ایکٹ کے تحت پروٹکٹیڈ ایریا سسٹم کا موثر نفاذ کیا جائے۔

۷) نیشنل بائیوڈائیورسٹی کنزرویشن ایکٹ ۲۰۰۱ء کا موثر نفاذ۔

۸) تمام اسٹیک ہولڈرز کے لیے آگاہی پروگرام کیا جائے۔

جانداروں کے تحفظ کے لئے پاکستان میں بنائی گئی پالیسیاں

پاکستان میں ایک شعبہ ایسا ہے جسے ابتدا سے ہمیشہ نظرانداز کیا گیا اور وہ تھا ماحولیات کا شعبہ۔ پاکستان کے متنوع جغرافیہ اور وسائل کے باعث یہ بات ضروری تھی کہ اس شعبہ کو ترجیحات میں رکھا جاتا مگر ہوا اس کے برعکس۔ اکیسویں صدی کے آغاز میں جب پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا ترقی کرنا شروع ہوا تو یہ ایک اہم ذریعہ تھا جس کے ذریعہ عوام کو ماحولیاتی نقصانات سے آگاہ کیا جاتا مگر ادھر سے بھی اس شعبہ کی جانب سے بے اعتنائی برتی گئی۔

- ۱۹۱۳ میں جنگات کی کٹائی کے خلاف پنجاب فاریسٹ ایکٹ نافذ کیا گیا۔
- ۱۹۲۷ میں جنگلات کی حفاظت کے لیے فاریسٹ ایکٹ کا نفاذ کیا گیا جو پاکستان کے قیام کے بعد کئی عشروں تک جنگلات کی قانون سازی کے لیے ایک ماڈل کی حیثیت اختیار کیے ہوئے رہا۔
- ۱۹۵۴ میں جنگلی حیات اور پارکس کے تحفظ کے لیے کوہاٹ مزاری کنٹرول ایکٹ متعارف کروایا گیا
- ۱۹۶۴ میں جنگلات کی حفاظت کے لیے ویسٹ پاکستان فائرووڈ ایکٹ متعارف کروایا گیا۔
- ۱۹۷۲ میں تحفظ جنگلی حیات ایکٹ سندھ کی تدوین ہوئی۔
- ۱۹۷۴ میں تحفظ جنگلی حیات ایکٹ پنجاب، جنگلی حیات اور پارکس کے تحفظ و انتظام کا قانون، شجرکاری و تحفظ جنگلات پنجاب کا قانون نافذ ہوا۔
- ۱۹۷۵ میں تحفظ جنگلی حیات ایکٹ بلوچستان، ثقافتی ماحول کی بہتری کے لیے نوادرات ایکٹ، خطرے کا شکار جنگلات کی حفاظت کا قانون، تحفظ جنگلی حیات ایکٹ سرحد (خیبر پختونخوا) کا اطلاق ہوا۔
- اور قومی ماحولیاتی معیارات کے قوانین۔ نیشنل انوائرنمنٹل کوالٹی اسٹینڈرڈز ریگولیشن ۲۰۰۰ قابل ذکر ہیں۔ (فریحہ فاطمہ، ۱۱ اگست ۲۰۱۶)

حیاتیاتی بقا کسی بھی انسان اور معاشرتی ضروریات کو پورا کرنے میں ایک کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ یہ عموماً خوراک، غذائیت، توانائی، تفریحی سرگرمیاں اور کئی دوسرے نامعلوم عوامل کو موثر طریقے سے ایکوسسٹم میں نصب کرنے کا ضامن ہے لیکن بدقسمتی سے اگر اس کی بقاء کو سنجیدگی کے ساتھ نہیں سمجھا گیا اور مقامی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اس کی باقاعدہ کنزرویشن کے لیے ایک جامع پلان مرتب نہیں کیا گیا تو وہ وقت دور نہیں جب ہم اپنی ہی ارتقائی مراحل کو سمجھ نہیں پائیں گے۔

حیوانیات، نباتات اور اس زندگی کے تسلسل میں وہ خلاء پیدا ہوگی جو کسی بھی متوازن نظام کی تشکیل میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوگی۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستانی حیاتیاتی تنوع کی دولت سے مالا مال ہے خاص کر بنجر (صحرائی علاقے) اور نیم خشک علاقوں جو کہ اب بدقسمتی سے تقریباً

۸۰ فی صد میں زیادہ سے زیادہ استحصال اور قدرتی مسکن کے نقصان کی وجہ سے جانوروں اور پودوں کی کئی اقسام کو شدید ترین بقائی خطرات لاحق ہیں جو اپنی بقاء کے لیے فوری اور ہنگامی امداد کی منتظر ہیں ورنہ وہ وقت دور نہیں جب ملک میں بھی کئی نادر و نایاب اقسام بغیر شناخت اور دریافت کے ہی معدوم ہو چکی ہوں گی۔

تمام جانداروں کا باہمی ربط

ماحولیاتی نظام میں بائیو کیمیکل سائیکل اور توانائی کی منتقلی کا نظام موجود ہے۔ماحولیاتی نظام میں ایسے اجزاء ہیں جو غیر جاندار ہیں یا غیر بائیوٹک خصوصیات پر مشتمل ہیں جیسے ہوا، پانی، آب و ہوا اور مٹی۔ماحولیاتی نظام کے حیاتیاتی اجزاء مختلف پودے اور جانور ہیں۔ماحولیاتی نظام ان دونوں پہلوؤں کے ساتھ فطرت کا ماحولیاتی نظام تشکیل دیتا ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعامل کرتا ہے۔ماحولیات تقسیم، تنوع، کثرت، ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات اور ماحول کے ساتھ ان کے باہمی تعامل کا اظہار ہے۔ماحولیات میں پودوں اور جانوروں کی جماعتوں اور ماحولیاتی نظام کا کام شامل ہے۔مختلف ماحولیاتی نظام مختلف حیاتیات کے مابین نیٹ ورک کی وضاحت کرتے ہیں۔چونکہ ماحولیات کسی بھی طرح کی جیو ویودتا کی طرف اشارہ کرتی ہے، اس وجہ سے اشنکٹبندیی برساتی جنگلات کی فضا کھانے کی ری سائیکلنگ میں چھوٹے بیکٹیریا کے کردار میں سے ایک ہے۔

اختتامیہ

ماحولیات کا تحفظ اور قدرتی نظام توازن کو بحال کرنا آج کے انسان کا سب سے بڑا چیلنج ہے۔حیوانات، آبی حیات، نباتات و اشجار ابتدائے آفرینش سے انسان کے ساتھی ہیں۔ان کی حفاظت کا اہتمام کرنا انسان کی ذمہ داری ہے۔ان حالات میں اگر ہم اسلامی اصولوں اور ضابطہ حیات کو اپنائیں تو ماحولیاتی آلودگی کے بہت سے مسائل نبرد آزما ہو سکتے ہیں۔اسلام دین فطرت ہے اور ہمیں سادہ زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے۔ذاتی طہارت کے ساتھ ساتھ گرد و پیش کے ماحول کو پاک و صاف رکھنے کا اجر و ثواب ہے۔اسلامی تعلیمات میں بقائے حیات اور فلاح انسانیت کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔اسلام تہذیب و معاشرت میں دلنوازی، حسن و سلیقہ اور نظم و ضبط قائم کرنے کا درس دیتا ہے۔جانوروں سے پیار اور رخ اشجار سے انسیت و حفاظت کا اہتمام اسلام ہی نے سکھایا ہے۔یہاں تک کہ دشمن کے علاقے میں بھی ان کی حفاظت کا حکم ہے۔شجر کاری صدقہ جاریہ ہے اگر صرف اسی پر عمل کر لیا جائے تو ہم اپنے ارد گرد کے ماحول کو آلودگی سے بچا سکتے ہیں۔

تجاویز

مقالے کے اختتام پر چند تجاویز پیش کی جاتی ہیں تاکہ ان پر عمل کے ذریعے ماحولیاتی آلودگی کے عالمی چیلنج سے نکلنے میں ہمیں مدد مل سکیں:

- نباتات و حیوانات کے تحفظ کے حوالے سے انسان میں احساس ذمہ داری پیدا کرنے والے عوامل تعلیمات اسلامیہ میں موجود ہیں لہذا ریاستی سطح پر لوگوں کو بنیادی اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کا اہتمام کیا جائے۔
- ماحولیاتی تحفظ کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ سے آگاہی مہم کا ریاستی سطح پر اہتمام کیا جائے۔
- لوگوں کے اندر ماحول کے تحفظ کا اجتماعی شعور اجاگر کرنے کے حوالے سے شہر، گلی، محلے کی سطح پر اقدامات انجام دیے جانے چاہئیں۔

- کسانوں کی بھرپور حوصلہ افزائی ہونی چاہیے اور شجرکاری کو ریاستی سطح پر فروغ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔
- تعلیمی اداروں میں اساتذہ کو بچوں اور نوجوانوں کو ماحول کے ساتھ دوستی کا سبق پڑھانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔
- حکومتی اداروں سے وابستہ افراد کو نمائشی طور پر ماحول دوستی دکھانے کے بجائے سنجیدگی کے ساتھ ٹھوس پالیسی بنا کر اقدامات انجام دینے چاہیئں۔
- انسانی معاشرے کے تمام افراد ماحول کے تحفظ کو اپنا ذاتی مسئلہ سمجھے تاکہ اس کے تحفظ میں کوشاں ہوں وگرنہ اس معاملے میں بے احتیاطی اس کی اولاد اور اگلی نسلوں کو تباہ کردے گی۔

حواشی وحوالہ جات

القصص

Al-Qasas

النحل

An-Nahl

الرازي(۲۰۰۴)، فخر الدین، تفسیر الکبیر، (دار الکتب العلمیة، بیروت)، ج،۱۹، ص۔۱۸۶

Al-Razi (2004), Fakhr al-Din, Tafsir al-Kabir, (Dar al-Kutub al-Ilmiyya, Beirut) Vol. 19, P. 186.

القرطبي۔ شمس الدین محمد بن أحمد الأنصاري، (مكتبہ دار الفكر، بیروت)، ج، ۱۰، ص۔ ۱۴۵

Al-Qurtubi - Shams al-Din Muhammad bin Ahmad al-Ansari, (Maktabah Dar al-Fikr, Beirut) Vol. 10, Page 145.

المؤمنون

Al-Mu’minun

النور

An-Nur

البقرہ

Al-Baqarah

أبو زهرة- محمد بن أحمد بن مصطفى بن أحمد، تفسیر القرآن، زهرة التفاسیر دار الفكر العربي، ج، ۲ص۔ ۶۴۱

Abu Zahra - Muhammad bin Ahmad bin Mustafa bin Ahmad, Tafsir al-Quran, Zahrat al-Tafsir, Dar al-Fikr al-Arabi, Vol. 2, Page 641.

الکهف

Al-Kahf

عبس

Al-‘Abasa

الواقعه

Al-Waqi’ah

اعراف

A'raf

انبیاء

Al-Anbiya

ولی الدین، الخطیب التبریزی، المشکوۃ المصابیح، کتاب الادب، باب الخلوق عیال اللہ، حدیث ۴۹۹۸

Wali al-Din, Al-Khatib al-Tabrizi, Al-Mashkoor Al-Masabih, Book of Literature, Chapter: The Offspring of Allah, Hadith Number: 4998.

البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتَابُ المُزَارَعَةِ ،بَابُ فَضْلِ الزَّرْعِ وَالغَرْسِ إِذَا أُكِلَ مِنْهُ، حدیث نمبر: ۲۳۲۰

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Sahih al-Bukhari, Book of Agriculture, Chapter: The Virtue of Planting and Sowing When Consumed, Hadith Number: 2320.

الہیثمی، نور الدین، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، الطبعة: سنة الطبع: ۱۴۰۸-۱۹۸۸م: ج: ۸/ص ۱۱۵

Al-Haithami, Nur al-Din, Majma al-Zawa'id wa Manba al-Fawa'id, Edition: 1408 - 1988 CE, Vol. 8, Page 115.

احمد بن حنبل، المسند احمد: طبعۃ الاولی دار المعارف مصر، ۱۳۷۷ ج ۴، ص ۶۱

Imam Ahmad bin Hanbal, Al-Musnad Ahmad, First Edition, Dar al-Ma'arif, Egypt, 1377, Vol. 4, Page 61.

ترمذی، ابو عیسیٰ محمد، الجامع السنن الترمذی، حدیث نمبر ۱۵۳۶

Abu Isa Muhammad, Al-Jami' al-Sunan al-Tirmidhi, Hadith Number: 1536.

محمد طاہر بن احمد بن عبد الرشید البخاری، خلاصۃ الفتاویٰ: ج ۴/ص ۳

Muhammad Tahir bin Ahmad bin Abdul Rashid al-Bukhari, Khulasat al-Fatawa, Vol. 4, Page 3.

السیوطی، الحافظ محمد جلال الدین، کتاب فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، الطبعۃ الثانیۃ دار المعارفۃ، بیروت لبنان، ج ۳/ص ۱۳۷

Al-Hafiz Muhammad Jalal al-Din al-Suyuti, Kitab Faid al-Qadir Sharh al-Jami al-Saghir, Second Edition, Dar al- Ma'arifah, Beirut, Vol. 3, Page 137. This Act received the assent of the Lieutenant-Governor of the Punjab on 12th February 1913, that of the Governor-General on 6th March 1913, and was published in the Punjab Gazette dated 21st March 1913.

Consolidated version of the Forest Act, 1927 (Act No. XVI of 1927) as last amended by the Forest (Amendment) Act, 2000 (Act No. X of 2000). The Schedule of this Act has been repealed by the Central Laws (Adaptation) Order, 1961.

The Kohat Mazri Control Act, 1953 (Act No. III of 1954.) Received the assent of the Governor-General, Pakistan, on the 25th of April 1954.

The West Pakistan Firewood and Charcoal (Restriction) Act, 1964. West Pakistan Act No. XI OF 1964. [24th March 1964].

The Sind Wildlife Protection Ordinance, 1972. Sind Ordinance No. V of 1972, AN 13th April 1972.

This Act was passed by the Punjab Assembly on 28th January 1974, assented to by the Governor of the Punjab on 1st February 1974, and published in the Punjab Gazette (Extraordinary), dated 1st February 1974, pages 117-K to 117-GG.

Baluchistan Provincial Assembly Secretariat the 21st August 1974.

پاکستان میں شعبہ ماحولیات۔ ۱۹۴۷ سے اب تک کا تاریخی جائزہ۔ کالم نگار فریحہ فاطمہ، سنہ تاریخ، ۱۱ اگست ۲۰۱۶

Environmental Department in Pakistan: A Historical Overview from 1947 to Present by Columnist Fariha Fatima, Published on August 11, 2016.